ڈاکٹر نذیر احمد :

چچ نامے میں منقول فارسی اشعار کے بارے میں ایک گزارش

چچ نامہ جس کا اصل نام "فتحنامۂ سند" ہے اور جو محمد بن قاسم کی فتح سند کی معتبر تاریخ ہے، ایک عربی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے، عربی کتاب کا نہ اصل نام یقینی طور پر معلوم ہے اور نہ اس کے مصنف کے بارے میں کوئی اطلاع دستیاب ہے، البتہ فارسی ترجمہ علی بن حامد بن ابوبکر کوفی کا ہے، مترجم نے ۶۱۳ھ میں اس کو مکمل کیا اور ناصرالدین قباچہ (م: ۶۲۵ھ) بادشاہ اچہ و ملتان کے وزیر عین الملک اشعری کے نام معنون کیا تھا، علی بن حامد کوفی کا یہ فارسی ترجمہ برصغیر کی سب سے قدیم فارسی کتاب۔۱ سمجھی جاتی ہے، اس ترجمے میں کچھ فارسی کے اشعار شامل ہیں جن کی تفصیل اس طرح پر ہے :

رباعیاں = ۵

قصیدہ = ایک (صرف ۸ منتخب اشعار)

قصیدہ = صرف ایک بیت

۱۔ قدیم کتابیں یہ ہیں: ترجمہ فارسی: فرج بعد الشدۃ، محمد عوفی ۶۲۰ھ، لباب الالباب، محمد عوفی ۶۱۸ھ (یہ دونوں کتابیں قباچہ کے نام پر ہیں) تاج المآثر، حسن نظامی ۶۱۴ھ، جوامع الحکایات، عوفی ۶۳۰ھ، طبقات ناصری، منہاج سراج ۶۵۸ھ۔

قطعہ = ایک (دو بیت)

مثنوی/نظم = ایک بیت

یہ منقول اشعار علی کوفی کے سمجھے گئے ہیں، اس بنا پر کوفی کو فارسی کا شاعر قرار دیا گیا ہے، یہ ترجمہ دوبار شائع ہوا ہے، دوسرے ایڈیشن کے ۱ مرتب مشہور محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ہیں، انھوں نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے،

"In all earnest, therefore, Ali Kufi tried to make up such deficiencies in his Persian translation. To this end he supplied brief introduction to the different sections with poetic imagery charactercistic of the *Tashbih* in qasidah, inserted here and there verses of his own and also of others.

ڈاکٹر بلوچ نے کچھ اشعار علی کوفی کے اور کچھ دوسروں کے بتائے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر سدا رنگانی نے اپنی فارسی تالیف ۲ "فارسی گویان ہند و سند" میں ان کو کوفی کے منجملہ اور اشعار کے، اشعار بتائے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

۱۔ پہلا ایڈیشن ڈاکٹر داؤد پوتہ نے مرتب کیا اور مجلس مخطوطات فارسیہ، حیدرآباد سے ۱۹۳۹ء میں شائع کیا، دوسرا ایڈیشن ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا مرتب کردہ ہے، اس کو ادارۂ تاریخ و ثقافت و تمدن اسلامی، جامعۂ اسلامیہ، اسلام آباد، پاکستان سے ۱۹۸۳ء میں شایع کیا، مرتب نے اس پر نہایت مفید حواشی جو ۱۵۰ سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہیں اضافہ کیے ہیں۔

۲۔ یہ کتاب بنیاد فرہنگ ایران نے ۱۹۷۶ء میں تہران سے شائع کی ہے، مرتب راقم حروف کے دوست فارسی کے استاد اور محقق ڈاکٹر ہرو مل سدا رنگانی ہیں۔

"یکی از آنان علی بن حامد کوفی است کہ قدیمترین تاریخ موجود سند یعنی 'منہاج الدین والملک' را بہ فارسی ترجمہ کرد (۶۱۳ھ) و نام آن را چچ نامہ نہاد ، درین کتاب علی کوفی برخی از اشعار خود را آوردہ کہ بیشتر در مدح ناصرالدین قباچہ سرودہ است، وی ظاھراً پیشاھنگ شاعران فارسی زبان در سند است، ازوست : -۱

خسروا ملک بر تو خرّم باد کُل گیتی ترا مسلّم باد
از تو آبادِ ظلم ویران شد بہ تو بنیاد عدل محکم باد
خطبہ تعظیم یافت از نامت ھمچنین سال و مہ معظّم باد
وآنچہ در ملک جم نبودہ ترا ھم زیر نگین مختتم باد
چتر میمون و ھمّت عالیت سایہ دار سپہر اعظم باد
ھر دلی کز تو حال عصیانست ھم کارش چو زلف درھم باد
تا کم و بیش در شمار آید دوستت بیش و دشمنت کم باد
بہ یمینت چو ملک داد یسار در یسارِ تو خاتم جم باد"

یہ اشعار چچ نامے میں "مدح قباچہ" کے ذیل میں درج ہوئے ہیں ، یہ اشعار علی کوفی نے انوری کے دیوان سے نقل کرلیے ہیں، لیکن قبل اس کے کہ ان کی ملکیت کی تفصیل میں جائیں ہم ڈاکٹر سدا رنگانی کے بیان پر تنقیدی نظر ڈال رہے ہیں:

۱ - انھوں نے چچنامے کے عربی مأخذ کا نام منہاج الدین والملک قرار دیا ہے، لیکن یہ قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا، بخوبی ممکن ہے کہ یہ عین الملک اشعری کے القاب کا جز ہو ، اسی اشعری کے نام پر ترجمہ تیار ہوا ہے - ملاحظہ ہو: -۲

۱- ص ۱۴ -

۲- ص ۹۰

"مخلّص کتاب

سماءالدین و الملک الحضرۃ الصدرالاجل العالم عین الملک :
پس این کتاب را کہ ملقب است بہ منہاج الدین و الملک الحضرۃ الصدر الاجل عین الملک از تصنیف علماء عرب و تالیف حکماء ادب در فتح بلاد هند و سند"

مخلّص کتاب سے مراد ھے ترجمۂ فارسی کو ممدوح کے نام معنون کرنا، لفظ تخلص کے منجملہ اور معانی کے یہ معنی بھی ھیں: آوردن نام ممدوح در شعر یا در نثر و گریز زدن بمدح بہ ممدوح، اس وجہ سے سماء الدین و الملک، منہاج الدین و الملک کتاب کا عنوان نہیں، بلکہ ممدوح کے القاب و نعوت کا جز قرار دینا چاھیے - یہ کتاب ایسے شخص کے نام معنون ھے جس کے القاب یہ ھیں: منہاج الدین و الملک الحضرۃ الصدر الاجل عین الملک ، اور اگر منہاج الدین و الملک کو کتاب کا جز قرار دیں تو " الحضرہ " کے قبل " باسم" ضروری ھے ، مزید بران کتاب کے لیے ملقب کا لفظ ناموزوں معلوم ہوتا ھے -

اگرچہ "مخلّص کتاب" کے ذیل کا بیان گنجلک ھے لیکن اتنی بات ضرور ھے کہ جو کتاب عین الملک اشعری کے نام پر تھی وہ فارسی میں تھی عربی کا ترجمہ، پس منہاج الدین و الملک اصل کتاب کا نام نہیں ھو سکتا ، اس کے علاوہ یہ نام فارسی ترجمے میں کہیں اور نہیں آیا ، اس کا نام فتحنامۂ سند ملتا ھے - ملاحظہ ھو:

- این نو باوۂ غریب و فتحنامۂ ظریف مخلّص بکدام صدر را شاید -۱
- این فتحنامہ کہ از ثواب دینی و فصول دنیاوی است -۲

۱- ص ۷
۲- ص ۸

● این فتحنامہ را کہ از شہامت وصولت اہل عرب و شام بود اولی ترکہ بہ بارگاہ رفیع خدا وند مولی الانعم صاحب السیف و القلم اجل کبیر موید مظفر منصور عین الملک فخرالدولہ والدین نظام الاقالیم جلال الوزرا حسین بن ابی بکر بن محمد الاشعری . . . عرضہ افتد تا بشرف ملاحظہ و نظر مطالعہ مشرف گردو و بہ عز قبول میمون و مقبول گردد۔۱

رہا ”چچ نامہ“تو یہ بعد کا نام ہے ، علی کوفی سے اس کا تعلق نہیں، چچ کے حالات اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں، بعض مخطوطات میں اس کا یہ نام سرورق پر درج ہوگیا۔ طبقات اکبری میں جو ۱۰۰۲ھ کی تالیف ہے لکھا ہے کہ عموماً یہ تاریخ چچ نامہ کے نام سے مشہور ہے۔ خلاصہ یہ کہ مترجم نے اس ترجمے کا نام فتحنامہ سند رکھا ہے نہ کہ چچ نامہ۔

۲۔ ڈاکٹر سدا رنگانی کی یہ عبارت قابل توجہ ہے :

”درین کتاب علی برخی از اشعار خود را آوردہ کہ بیشتر در مدح ناصرالدین قباچہ سرودہ“۔

اس میں کئی تسامحات ہیں، اول یہ کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی کوفی خاصے اشعار کے مالک تھے جن میں سے کچھ، چچ نامے میں منقول ہیں، یہ بیان بے بنیاد ہے، سارے اشعار جو اس کتاب میں نقل ہیں کوفی کے ہیں بھی نہیں، اور کوفی کے اشعار کا کوئی اور ماخذ بھی موجود نہیں، دوم یہ کہ سدا رنگانی کا یہ قیاس بھی بے بنیاد ہے کہ چچ نامے میں جو اشعار منقول ہیں ان میں بیشتر ناصرالدین قباچہ کی مدح میں ہیں ، اس کتاب میں قباچہ کی مدح میں ایک قصیدے کے آٹھ شعر ہیں اور وہ بھی دوسرے شاعر کے ہیں، اس کی بحث آرہی ہے— اور ۲ شعر کا ایک قطعہ عین الملک

۱۔ ایضاً

اشعری کی مدح ہے ، لیکن اس کے مصنف کے بارے میں کوئی بات قطعی طور پر کہی نہیں جاسکتی ، بقیہ ۵ رباعیاں ، قصیدے کی ایک بیت اور نظم کی ایک بیت کا تعلق نہ قباچہ سے ہے اور نہ اشعری سے ، غرض صدا رنگانی کا بیان تسامحات سے پُر ہے۔

—•—

قصیدے کے ۸ اشعار جو قبلاً نقل ہو چکے ہیں اور جو قباچہ کی مدح کے ذیل میں ہیں مشہور فارسی قصیدہ نگار انوری ابیو وردی (م : ۵۸۵ھ) کے ہیں ، علی کوفی کے نہیں ، آخر الذکر نے انوری کے ایک قصیدے سے جس میں ۳۹ شعر ہیں اور جو دیوان کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے ، ۸ شعر کا انتخاب کرلیا ہے ، اور یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ انوری کی وفات کے ۲۸ سال کے اندر اس قصیدے کی شہرت تہران کے حدود سے نکل کر ہندوستان پہنچ چکی تھی۔ انوری کے قصیدے کا تعلق سلطان سنجر یا ناصرالدین طاہر یا علاءالدین سے ہے۔ بخوبی ممکن ہے کہ بعض اشعار میں تغیر کرکے دوسرے ممدوح کے نام معنون ہوگیا ہو ، انوری کا قصیدہ چاپ مدرس رضوی (چاپ سوم ۱۳۶۴ ، مرکز انتشارات علمی وفرہنگی ، تہران) میں چھیالیسواں قصیدہ (ص ۱۰۷—۱۰۹) ہے ، اس کا مطلع اس طرح ہے :

صاحبا عید بر تو خرّم باد   گُل گیتی ترا مسلّم باد

حاشیے میں " خسرو الملک " ہے جو چچ نامہ میں مندرج متن کے عین مطابق ہے۔ چچ نامے کی دوسری بیت دیوان میں بھی دوسری بیت ہے ، تیسری بیت دیوان میں پانچویں بیت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح بادشاہ ہے جس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے ، دونوں جگہ متن میں کوئی فرق نہیں ، چوتھی بیت دیوان کے متن

میں نہیں حاشیے میں ہے اس طرح پر ہے: "این بیت (آسمان گفت گر منم چو نگینش اندر آن رقعہ نام من هم باد) و دو بیت بعد در ط، م نیست و بجای آن بیت زیر افزوده شد کہ در بعضی نسخ مانند ت نیز آمده است:

آنچہ در ملک جم نبود ترا هم زیر نگین مسلّم باد

اور دیوان میں آٹھویں بیت یہ ہے:

خواستم گفت ملک هفت زمینت هم زیر نگین خاتم باد

چچ نامے کی پانچویں بیت دیوان میں ۲۲ ویں نمبر پر ہے اور اس کا پہلا مصرع یہ ہے:

چتر میمون همّت عالیت۔

جب کہ چچ نامے ۱ میں چترمیمون و همّت عالیت ہے، یہ آخرالذکر صورت صحیح نہیں، اس سے معنی میں خلل پڑتا ہے اور شعر کا حسن جاتا رہتا ہے، پوری بیت یہ ہے:

چتر میمون همّت عالیت سایہ دار سپہر اعظم باد

مفہوم یہ ہے کہ تیری همّت عالی ایسا مبارک چتر ہے جو سپہر اعظم پر سایہ فگن ہے۔ عالی همّت کی تشبیہ چتر مبارک سے دی گئی ہے، اگر چترمیمون کے بعد واو عطف پڑھا جائے تو تشبیہ جاتی رہتی ہے، اس صورت میں شعر کا مفہوم یہ ہے: تیرے مبارک چتر اور تیری عالی همّت کے سائے کے نیچے سپہر اعظم ہے، سپہر کا سایہ ہوتا ہے، عالی همّت کا نہیں، اب اگر همّت کو چتر سے تشبیہ دے دی جائے تو یہ سقم ختم ہو سکتا ہے اور یہ صورت صرف واو عاطفہ کے حذف کے بعد پیدا ہو سکتی ہے، اور چونکہ دیوان کے نسخوں میں واو نہیں ہے، اس لیے اس کو اختیار کرنا چاہیے۔

۱۔ ڈاکٹر داود پوتہ اور ڈاکٹر بلوچ دونوں ایڈیشنوں میں واو عطف موجود ہے۔

چچ نامے کی چھٹی بیت دیوان میں بیسویں بیت ہے، چچ میں یہ بیت اس طرح پر ملتی ہے:

ھر دلی کز تو حال عصیانست   ہمہ کارش چو زلف درھم باد

پہلے مصرعے کی یہی روایت ڈاکٹر سدا رنگانی کے یہاں ۱- بھی ہے، یہ محض غلط ہے، اور تعجب ہے کہ یہ غلطی چچ نامے کے دونوں ایڈیشنوں ۲- میں پائی جاتی ہے، لطف کی بات یہ ہے کہ مصرعے کی صحیح صورت حاشیے میں ۳- درج ہے، متن غلط، حاشیہ درست، شعر کی صحیح صورت یہ ہے:

بر دلی کز تو خال عصیانست   ہمہ کارش چو زلف درھم باد ۴-

"خال عصیان" کی ترکیب نہایت شاعرانہ ہے، اس میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے "کلّا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون (ھرگز ایسا نہیں، ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے) اس آیت کی تشریح میں حضور ص کی ایک حدیث ۵

۱- فارسی گویان ہند و سند ص ۱۳ ـ
۲- داؤد پوتہ ص ۷، بلوچ ص ۵ ـ
۳- داؤد پوتہ ص ۷ حاشیہ، بلوچ ص ۱۹۵ -
۴- سورہ ۸۳ آیت ۱۴ -
۵- یہ حدیث جامع ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں نقل ہے دونوں کی روایتیں یہ ہیں:

حدثنا قتیبۃ اخبرنا اللیث عن ابن عجلان عن القعقاع ابن حکیم عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

"ان العبد اذا اخطأ خطیئۃ نکتت فی قلبہ نکتۃ سوداء فاذا ھو نزع و استغفر و تاب صقل قلبہ، ان عاد زید فیھا حتی تعلو قلبہ وھو الران الذی ذکر اللہ کلا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۰ پر)

ہے، کہتے ہیں جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر تل کے برابر ایک کالا نقطہ پڑ جاتا ہے، اور جب وہ بندہ توبہ کرلیتا ہے تو وہ نقطہ ختم ہوجاتا ہے لیکن جو توفیق توبہ سے محروم رہتا ہے تو اس کا دل گناہ کے نقطوں سے سیاہ ہو جاتا ہے، اس تلمیح کی روشنی میں شعر کا مطلب یہ ہے: جس شخص کے دل میں تجھ سے بغاوت کی بنا پر عصیاں کے نقطے پیدا ہوں خدا اسکے کاروبار کو زیر و زبر کردے، خال سیاہ اور زلف درہم حسن میں افزایش کی موجب ہیں، لیکن شاعر نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ جب عصیان کا خال ظاہر ہوتا ہے تو زلف برہم کاروبار کو زیر و زبر کرنے کا موجب ہوجاتی ہے۔ شاعر نے تھوڑی سی تبدیلی سے معنویت کی ایک دنیا اس شعر میں بھردی، مگر چچ‌نامے کے ایڈیٹروں اور فارسی گویان ہند و سند کے مؤلف نے اس شعر کا حلیہ بگاڑ کر

(صفحہ ۲۹۰ کا بقیہ حاشیہ)

بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ" هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

جامع ترمذی ج ۵ ص ۱۰۹
حدیث نمبر ۳۳۹

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا صفوان بن عیسی انا محمد ابن عجلان عن القعقاع ابن حکیم عن ابی صالح عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان المومن اذا اذنب کانت نکتة سوداء فی قلبه فان تاب و نزع و استغفر صقل قلبه و ان زاد زادت حتی یعلوا قلبه ذاک الرین الذی ذکر الله عزو جل فی القرآن — کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۷)

شعر کو بے معنی بنادیا، اور صحیح قرأت حاشیے میں درج کردی، تعجب ہے کہ زلف کے ساتھ خال کی مناسبت کو نظرانداز کردیا۔

ساتواں شعر دیوان میں بتیسواں ہے، سدا رنگانی کے یہاں "دولتت" کے بجائے دوستت غلط درج ہے، شاعر نے کم و بیش کے فقرے سے نکتہ پیدا کرکے شعر کو حسین بنادیا ہے۔

چچ نامے کی آٹھویں اور آخری بیت دیوان میں ساتویں نمبر پر ہے، اگرچہ متن کی روایت چچ نامے سے مختلف ہے لیکن حاشیے میں جو اختلاف نسخہ درج ہے اس سے شعر چچ نامے میں مندرج صورت کے مطابق ہوگیا، متن میں مصرعہ اس طرح ہے:

در یمین تو خانۂ آصف

حاشیہ اور چچ نامہ: بہ یمینت چو ملک داد یسار

چچ میں اشعار کی ترتیب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علی کوفی نے قصیدے سے اشعار تو منتخب کرلیے لیکن اشعار کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا یا دیوان کا جو نسخہ علی کوفی کے پیش نظر تھا اس میں اشعار کی ترتیب ایسی ہی رہی ہو۔

—●—

معذرت مصنف کے ذیل میں چچ نامے میں ایک قطعہ جس میں دو ابیات ہیں، اس طرح ملتا ہے: ۱

آن سروران ۲ کہ نام نکو کسب کردہ اند
رفتند و یادگار ازیشان جز آن نماند
نوشیروان ۳ اگرچہ فراوانش گنج بود
جز نام عدل از پس نوشیروان ۳ نماند

۱- طبع داودپوتہ ص ۱۳، طبع بلوچ ص ۹-
۲- راحۃ الصدور: خسروان
۳- ایضاً: نوشین روان

یہ قطعہ عین الملک ۱ اشعری کے لیے نقل ہوا ہے، یہی دو بیت کا قطعہ تذکرۂ لباب الالباب ۲ میں فضیلت شعر و شاعری کے ذیل میں درج ہوا ہے، لیکن اس سے پہلے یعنی ۵۹۹ھ میں راوندی نے راحة الصدور ۳ میں یہی قطعہ عربی ۴ کے حسب ذیل تین شعر کے بعد نقل کیا:

لولا جریرٌ و الفرزدق لم یَدُم
ذکرٌ جمیلٌ من بنی مروان
و نری ثناء الرودکی مخلّداً
من کل ما جمعت بنو سامان
و ملوک غسّان لفانوا غیرما
قد قاله حسّانٌ فی غسّانِ

[اگر جریر اور فرزدق نہ ہوتے تو بنی مروان کا ذکر جمیل باقی نہ رہتا، بنی سامان نے جو کچھ جمع کیا تھا اس میں رودکی کے اشعار (مدحیہ نظمیں) کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا، ملوک غسّان سب فنا ہوگئے سوائے اس کے جو حسان نے غسان کے بارے میں کہا تھا]

اواخر چھٹی صدی ہجری میں شرف‌الدین محمد بن مسعود ۵.

۱۔ سلطان ناصرالدین قباچہ کا وزیر جس کے نام پر عوفی نے لباب الالباب ۶۱۷ھ میں لکھا تھا۔
۲۔ طبع بریل ج ۱، ص ۲۱۱، طبع نفیسی ص ۱۴۔
۳۔ طبع تہران ص ۶۲۔
۴۔ یہ ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان الغزی کے اشعار ہیں جو ابوالعلا مکرم، صاحب کرمان کی مدح میں ہیں (جہانگشای ۱: ۶۳ح)۔
۵۔ شرف‌الدین محمد بن مسعود بن مسعودی مروزی بخاری حنفی زندہ در سال ۵۸۲۔

مروزی نے "رسالہ دربارۂ آثار علوی" ؛ میں اس قطعے کے حسب ذیل تین شعر لکھے ہیں : ۲

آن خسروان کہ نام نکو کسب کردہ اند
رفتند و یادگار ازیشان جز آن نماند
ایشان نہان شدند درین جوف کائنات
لیکن شعار کردۂ ایشان نہان نماند
نوشین روان اگرچہ فراوانش گنج بود
جز نام نیک از پس نوشین روان نماند

خوشی کی بات ہے کہ اس قطعہ کے مصنف کا پتا دفعۃً چل گیا ۳

۱- یہ رسالہ جناب دانش پژوہ کی کوشش سے ۱۳۳۷ ؛ شمسی میں انتشارات فرہنگ ایران زمین تہران میں شائع ہوا، رسالہ ۵۵۰ ہجری کے بعد تیار ہوا تھا ۔

۲- ص ۵۸۶ ۔

۳- یاد نہیں آتا ہے کہ کہاں سے یہ اطلاع ملی، بہرحال رسالۂ آثار علوی میں جو رشید وطواط کی زندگی میں تیار ہوا تھا، اس کے قصیدے کے تین اشعار کا اندراج قصیدے کی غیر معمولی اہمیت اور مقبولیت کی دلیل ہے، ادھر راحۃ الصدور راوندی پر جو تعلیقات پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال نے لکھے ہیں، ان پر نظر پڑی جہاں انہوں نے لکھا ہے (طبع بریل، ہالینڈ ص ۴۲۸) :
این دو بیت از قصیدہ رشیدالدین وطواط است درمدح سلطان قطب‌الدین محمد خوارزم شاہ، اولش اینست :

ای آنکہ درجہان تو سری نہان نماند
با عدل تو نشان ستم درجہان نماند

(دیوان وطواط Add.16791.foll.41-42)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵ پر)

یہ تین شعر رشید وطواط (م: ۵۷۳ یا ۵۷۸) کے ایک قصیدے سے منتخب ہیں جو سلطان اتسز (م: ۵۵۱) کی مدح میں ہے، یہ قصیدہ ۳۲ شعر پر مشتمل ہے اور قطعے کی تینوں ابیات قصیدے میں ۱۸ ویں، ۱۹ ویں، بیسویں ابیات ہیں، قصیدے کا مطلع مع چند ابتدائی ابیات کے درج ذیل ہے:

(صفحہ ۲۹۴ کا بقیہ حاشیہ)

و این دو بیت را توارد غریبی است با قطعہ معروف سعدی:

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند
کز هستیش بروی زمین یک نشان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیں روان بعدل
گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نماند

خدا نے پروفیسر اقبال کو عجیب و غریب صلاحیت بخشی تھی، چنانچہ راحۃ الصدور میں مندرج ہزاروں اشعار کے مصنفین کا پتا چلا لیا اور اصل کتاب سے ان اشعار کا مقابلہ کرلیا، راوندی کا ایک منظومہ بدر جاجرمی نے مونس الاحرار ۲: ۱۳۱ میں نقل کیا ہے، یہ منظومہ دولت شاہ سمرقندی نے اپنے تذکرے (طبع لیدن ۱۵۴-۱۵۵) میں نقل کیا ہے لیکن شرف الدین شفروہ کے نام سے، ڈاکٹر صاحب کی نظر میں یہ قطعہ آیا تو ان کو فوراً سمرقندی کا تذکرہ یاد آگیا اور انھوں نے فوراً اس کی نشان دہی کردی، یہ ہے ان کے علم کا کمال، اس کے باوجود راحۃ الصدور کے نئے ایڈیشن میں امیر کبیر نے نہایت گھٹیا حرکت کا مظاہرہ کیا۔

ای آنکہ در جہان ز تو سرّی نہان نماند
با عدل تو نشان ستم در جہان نماند
تا چرخ تیغ فتنہ نشان در کفت نہاد
از فتنہ در نواحی عالم نشان نماند
از خسروان عرصۂ عالم بعلم و حلم
بر تخت خسروی چو تو صاحب قران نماند
با کوکبان جاه تو در کل خافقین
آوازه کواکب هفت آسمان نماند
آن کس کہ کرد با تو بجان باختن خطر
در ششدر نہیب تو جز رایگان نماند

سعدی کے حسب ذیل قطعے کی بنیاد اسی قصیدے پر ہے، سعدی کا قطعہ، گلستان میں ہے:

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند
کز هستیش بہ روی زمین، بر نشان نماند
آن پیر لاشۂ کہ سپر دند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زنده است نام فرخ نوشیروان بہ عدل
گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نماند
خیری کن ای فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

(گلستان باب اول، حکایت ۲، چاپ تہران، ۱۳۴۸، ص ۱۳)

اب چچ نامے کے بقیہ اشعار کے بارے میں چند باتیں عرض کی جا رہی ہیں:

حسب ذیل رباعی ۱ بظن قوی علی کوفی کی ہے، ملاحظہ ہو:

مصنف این شعر را در تصدیق احترام او می گوید

گل رنگ زرّین کرد چو روئی تو نشد
شب مشک وشی کرد، چو موئی تو نشد
آراستہ است بلباس، لالہ و سوسن و گل
لیکن بخدا چو خاک کوئی تو نشد (ص ۲)

چچ نامے میں زرّین (رای مشدد) ہے، اس سے وزن ٹوٹتا ہے، مشک وش (= مشک کی طرح) یہ دو لفظوں مشک + وش سے مرکب ہے، اس بنا پر مشک وشی کی ترکیب کھٹکتی ہے، دوسرے مصرعے کا قافیہ موئی ہے لیکن پہلے اور چوتھے مصرعے کے قافیے روی۔ کوی ہیں جو چھاپے کی غلطی ہے، روئی، کوئی ہونا چاہیے۔ تیسرے اور چوتھے مصرعوں میں زیادہ ربط نہیں معلوم ہوتا۔ بظاہر یہ رباعی صحیح صحیح نہیں چھپی ہے۔ چچ نامہ ص ۱۴-۱۵ پر دو عاشقانہ رباعیاں ۲ ہیں جو نثری عبارت سے بالکل مربوط ہیں، ملاحظہ ہو:

اگر ملتمس من بہ اجابت مقرون نسازی خود را ہلاک کنم:

هیچت افتد کین دل من شاد کنی
وز هجر و فراق خویش آزاد کنی
ور باز کشی ای صنما روی ز من
فریاد کنم مہا کہ بیداد کنی

۱- یہ رباعی داود پوتہ کے نسخے میں نہیں ہے۔

۲- یہ دونوں " عاشق شدن رانی بر چچ و ابا نمودن چچ از محبت او" کے ذیل میں آئی ہیں اور دونوں رانی کی زبان سے ادا ہوئی ہیں۔

گاه بیگاه هر روز بخیال و جمال خود صدقۂ مارا مضیف می باش تا بہ امل وصال خود خرسند می باشم :

خرسندم اگر سال بسالت بینم ور در عمری شبی خیالت بینم
نو مید نگردم از خیالت صنما آخر روزی شب وصالت بینم

پہلی رباعی تو بڑی حد تک یقینی مصنف کی معلوم ہوتی ہے، دوسری اور تیسری ممکن ہے مصنف نے حسب موقع نظم کرلی ہوں ۔

حسب ذیل بیت بادی النظر میں قصیدے کی معلوم ہوتی ہے : (ص ۱۹) ۔

ہم فیل داری ہم حشم ہم خیل داری ہم خدم
مردانہ بیرون نہ قدم زیر و زبر کن خصم را

یہ رانی کی نصیحت کے ذیل میں ہے جو نثری عبارت سے بالکل مربوط ہے، ملاحظہ ہو :

میان ببند و چون شیر غرّان برخیز و مردانہ بجنگ برو و در مدافعت خصم بکوش کہ مرگ با نام و ننگ بہتر از مذلت هم کفو باشد بیت ۔

ہم فیل داری ہم حشم الخ

— ● —

ایک فارسی بیت برهمن قیدی اور محمد بن قاسم کی گفتگو کے درمیان (ص ۱۷۳) نقل ہوئی ہے :

چون عہد وثوق درمیان آمد و مثال موکد بدست کرد بہ محاسن خود زد و گره موی روی بکشاد و باز کرد و سر او بر انگشتان بپیچید و بایستاد و رقص کردن گرفت و این مثل همی گفت :

کس ندید ست این عجب کہ مراست
موی ریشم همی کشان تا پاست

واقعہ یہ ہے کہ برهمن اپنی اور اپنے اعزہ کی جان کی امان حاصل کرنے کے بعد اپنا کرتب دکھانے جا رہا ہے، لیکن یہاں کی نثری عبارت مغلوط ہے، کہنا یہ ہے کہ کرتب باز اپنا ہاتھ ڈاڑھی پر لے گیا، اور بال کھول دیے، اور بال کے سرے دونوں انگوٹھوں سے باندھ دیے، پھر کھڑا ہوگیا اور ناچنے لگا اور یہ مثل بیان کی کہ جو ہنر مجھ میں ہے کسی نے نہ دکھایا ہوگا کہ ڈاڑھی کا بال کھینچ کر پاؤں تک لے جاتا ہے۔

یہ شعر کرتب باز برهمن کی زبان سے ادا ہوا ہے، اور چونکہ برهمن کا مخاطب محمد بن قاسم ہے، اور برهمن مترجم کتاب علی کوفی سے صدیوں پہلے گذرا ہے، اس سے واضح ہے کہ کوفی کے نقل کیے ہوئے فارسی اشعار کے پڑھنے کا موقع نہیں ہوسکتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بلوچ کی مندرجہ ذیل عبارت (ص ۵) کسی غلط فہمی پر مبنی ہے:

Among such tales as those of the sorceress of the Arur city (p. 170), the Brahman prisoner of Arur who recites (Ali Kufi's) Persian verses.

ڈاکٹر بلوچ مندرجہ بالا شعر کو علی کوفی کا بتاتے ہیں، بخوبی امکان ہے کہ ان کی رائے درست ہو۔ لیکن برهمن کی زبان سے اس کی ادائیگی ناممکن ہے کیونکہ برهمن علی کوفی سے صدیوں پہلے گذرا ہے۔

اسی واقعے کے ضمن میں ہے کہ محمد بن قاسم کو برهمن کا کرتب دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، لیکن حاضرین نے کہا کہ یہ

کون سا کرتب ہے جس سے وہ امان چاہتا ہے، وہ دھوکے باز معلوم ہوتا ہے، محمد بن قاسم نے کہا : بات بات؟ اور عہد عہد ہے، بات اور عہد توڑنا بزرگوں کا شیوہ نہیں، اس کے بعد یہ رباعی ہے جو گویا محمد بن قاسم کی زبان سے ادا ہوئی :

منگر تو بدان کہ ذوفنون آید مرد
در عہد وفا نگر کہ چون آید مرد
در عہدۂ عہد اگر برون آید مرد
از ھرچہ گمان بری فنون آید مرد (ص ۱۷۴)

تیسرے مصرعے میں 'در' کے بجائے از ہونا چاہیے۔

آخری رباعی جو چچ نامے میں نقل ہے وہ اس موقعے کی ہے جب چنکی جیسیہ کی محبت میں ناکام ہوئی اور طے کیا کہ وہ اپنے کو اور اپنے محبوب جیسیہ دونوں کو ہلاک کردے گی، اسی حالت میں اس کی زبان سے یہ رباعی ادا ہوئی (این ابیات می گفت):

تا عشق و جمال تو شده دل سوزم
وین شمع جمال تست جان افروزم
انصافم ده وگرنہ فریاد کنم
خود را و ترا و شہر درہم سوزم (ص ۱۷۶)

پہلے مصرعے میں جمال ہونا چاہیے، دونوں کے درمیان واو عطف غلط ہے، نسخۂ بدل عشق جمال ہے، مگر مرتب متن نے غلط لفظ کو متن قرار دیا اور صحیح سے صرف نظر کیا۔

یہ ہے مختصر سی گزارش ان فارسی اشعار کی جو چچ نامے میں شامل ہیں، ضرورت تھی کہ ان شعروں کی تخریج ہوتی، چونکہ اس سلسلے میں کوشش نہیں ہوئی اس لیے انوری کے قصیدے کے اشعار کا تعین نہ ہو سکا، لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اکثر شعر کی

غلط روایت درج ہوگئی ہے۔ ایک خاص بات جس کی طرف اشارہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ فارسی اشعار علی کوفی کے اضافہ کردہ ہیں، اصل عربی کتاب سے ان کا تعلق نہیں، محمد بن قاسم کے منہ سے ادا ہوں یا چنگی کے یا کسی اور کے، واقعہ یہ ہے کہ فارسی اشعار ان لوگوں نے نہیں پڑھے۔ ان کے مفاہیم ان کی زبان سے عربی میں ادا ہوئے ہونگے، ان اشعار میں علی کوفی کے بھی اشعار ہیں اور بعض دوسرے شاعروں کے بھی۔

نذیر احمد

۲۱ دسمبر ۱۹۹۰ع